IBO

IB DIPLOMA PROGRAMME
PROGRAMME DU DIPLÔME DU BI
PROGRAMA DEL DIPLOMA DEL BI

M03/255/S(1)T

URDU B – STANDARD LEVEL – PAPER 1
OURDOU B – NIVEAU MOYEN – ÉPREUVE 1
URDU B – NIVEL MEDIO – PRUEBA 1

Thursday 8 May 2003 (afternoon)
Jeudi 8 mai 2003 (après-midi)
Jueves 8 de mayo de 2003 (tarde)

1 h 30 m

TEXT BOOKLET – INSTRUCTIONS TO CANDIDATES

- Do not open this booklet until instructed to do so.
- This booklet contains all of the texts required for Paper 1 (Text handling).
- Answer the questions in the Question and Answer Booklet provided.

LIVRET DE TEXTES – INSTRUCTIONS DESTINÉES AUX CANDIDATS

- Ne pas ouvrir ce livret avant d'y être autorisé.
- Ce livret contient tous les textes nécessaires à l'épreuve 1 (Lecture interactive).
- Répondre à toutes les questions dans le livret de questions et réponses.

CUADERNO DE TEXTOS – INSTRUCCIONES PARA LOS ALUMNOS

- No abra este cuaderno hasta que se lo autoricen.
- Este cuaderno contiene todos los textos requeridos para la Prueba 1 (Manejo y comprensión de textos).
- Conteste todas las preguntas en el cuaderno de preguntas y respuestas.

اقتباس الف۔ مندرجہ ذیل اقتباس کو پڑھنے کے بعد سوالات حل کریں۔

کچھ نئی اور پرانی یادیں

۱۔ نور جہاں نے چھ سال کی عمر میں فلموں میں قدم رکھا تھا۔ پنچولی پکچر کے بینر تلے بننے والی فلم : خاندان : بطور گلوکار نور جہاں کی پہلی فلم تھی۔ جس کی موسیقی ترتیب دینے کا سہرا غلام حیدر کے سر ہے۔ اس فلم کے دس میں سے نو نغمے نور جہاں کی آواز میں صدا بند ہوئے تھے۔ اس فلم کی زبردست کامیابی کے بعد نور جہاں ایک کامیاب اداکارہ کے ساتھ ساتھ خوبصورت آواز کی ملکہ بن فلمی افق پر نمودار ہوئیں۔ ان کی کئی فلمیں منظر عام پر آئیں۔ جن میں سے انمول گھڑی کے گیت بچے بچے کی زبان پر تھے، میرے بچپن کے ساتھی مجھے بھول نہ جانا۔ دیکھو دیکھو ہنسے نہ زمانہ ۔۔۔۔ : یہاں بدلہ وفا کا بے وفائی کے سوا کیا ہے ؟۔۔۔ فلم ڈوپٹہ کا گانا : میں پتنگ بن جاؤں، تیرے ہاتھ نہ آؤں : جیسے نغموں نے نور جہاں کو ملکہ ترنم کے خطاب تک پہنچادیا۔

۲۔ نور جہاں کے بعد ثریا بیگم نے بطور گلوکارہ اور اداکارہ بڑی کامیابی حاصل کی۔ وہ لاہور میں پیدا ہوئیں۔ ثریا گلوکاری کے ساتھ ساتھ ایک کامیاب رقاصہ بھی تھیں۔ کئی فلموں میں مرکزی کردار ادا کئے تھے۔ فلم پروانہ میں : وہ پاس رہیں یا دور رہیں نظروں میں سمائے رہتے ہیں۔۔۔ مرزا صاحباں میں۔۔ یہ نہ تھی ہماری قسمت کہ وصالِ یار ہوتا۔۔ فلم بڑی بہن میں۔۔ تیرا خیال دل سے نہ بھلایا جائے گا۔۔۔ وغیرہ، ان کے انمول نغموں میں سے ہیں۔

۳۔ اس زمانے کے مشہور اداکاروں اور گلوکاروں کی طرح آج بھی بہت سے ایسے نامور گلوکار ہیں جو نہ صرف اپنے ملک میں مشہور ہیں۔ بلکہ باہر کی دنیا میں بھی نام پیدا کر رہے ہیں۔ باہر کے ملکوں میں بھی ان کے گانے بچوں کی زبان پر ہیں۔ نام تو بہت ہیں جیسے ابرار الحق، علی حیدر، شہزاد رائے اور جواد احمد وغیرہ۔۔ جواد احمد کو میوزک مارکیٹ میں آئے ہوئے صرف دو سال ہوئے ہیں مگر ان کا شمار ان گلوکاروں میں ہونے لگا ہے جو اس وقت پاکستانی میوزک کو لیڈ کر رہے ہیں۔ ان کی پہلی کیسٹ۔۔ بول تجھے کیا چاہیئے : ۲۰۰۰ میں ریلیز ہوئی تو اس میں بڑی کامیابی ہوئی۔ ان کا گانا۔ :او کہندی اے سیاں میں تیری آں۔۔ انھیں شہرت کی بلندیوں پر لے گیا۔ انہوں نے گیت روحانیت، راک اینڈ رول، رومانوی، پنجابی بھنگڑا جیسے موضوعات پر ہیں۔ جواد احمد عام بچوں کی تعلیمی ضرورتوں احسن طریقے سے پورا کرنے کے لئے ایک این۔ جی۔ او۔ کی تشکیل سبزہ زار میں ایک ادارہ قائم کر کے دے چکے ہیں۔ وہ ملک میں سائنس اور ٹیکنالوجی میں ترقی لازمی چاہتے ہیں۔

اقتباس ب مندرجہ ذیل اقتباس کو پڑھ کر سوالات حل کیجئیے۔

ممبئ میں ہوٹل

انگریزوں کے دورِ حکومت میں ممبئ کے مختلف علاقوں میں ایرانی ہوٹلیں کثرت سے نظر آتی تھیں۔ یہ دور ختم ہوا اور اس کے ساتھ ہی ایرانی ہوٹلوں کی وہ بہار بھی جاتی رہی جو اپنی مثال آپ تھی۔ ایرانی باشندوں کے اس کاروبار کو گجرات کی برادری کے حضرات نے ہاتھوں ہاتھ لے لیا۔ اور ممبئ کے خوش ذائقہ حضرات کو لذیذ اور عمدہ کھانے مہیا کرنے کی ذمہ داری سنبھال لی۔

چند سال قبل کاف بہار کی ازسرِ نو ابتدا کی گئی۔ جو پہلے ایرانی ہوٹل کہلاتا تھا۔ یہ کشادہ اور خوبصورت طعام گھر نہ صرف عمدہ اور لذیذ کھانوں کے لئے مشہور ہے بلکہ اپنی خوبصورت داخلی آرائشگی کے لئے بھی یاد کیا جاتا ہے۔ کم و بیش سو آدمیوں کی گنجائش والے اِس ہوٹل میں پنجابی، مغلائی، چائنیز اور تندوری کھانے دستیاب ہیں۔ جن میں نصف درجن سے زیادہ اقسام کی بریانیاں اطراف واکناف میں کافی مشہور ہیں۔ کاف بہار میں بننے والی تندوری ڈیشیز میں نہ صرف گوشت اور مرغ کے بلکہ مچھلی کے بھی تندوری پکوان قابل تعریف ہیں۔

مغلائی کھانوں میں کئی قسم کے کباب، مٹن ہانڈی، مٹن کڑھائی (جو تانبے کی ہانڈی میں پیش کی جاتی ہیں۔) مٹن دوپیازہ، مٹن روغن جوش، مٹن پالک، مٹن مکھانی اور چٹپٹا مٹن کولھاپوری انتہائی لذیذ اور عمدہ پکوانوں میں سے ہے۔ مٹن کی طرح کے چکن سے بنے تقریباً بیس عمدہ کھانے دستیاب ہیں۔ ساتھ ہی چائنیز کھانوں کی لمبی فہرست ہے۔ جن میں کئی طرح کے سوپ بھی شامل ہیں۔ مغلائی اور چائنیز کھانوں کی طویل فہرست کاف بہار میں موجود ہے۔ جن کو نام بنام تحریر میں لانا اس لئے ممکن نہیں کہ یہ تمام ذائقہ دار کھانے نہ صرف ایک دوسرے سے جدا ہیں بلکہ اِن کی شکلیں اور انداز بھی نرالے ہیں۔

عمدہ قسم کے مسالوں اور عمدہ خوردنی تیل کے علاوہ کاف بہار کی یہ (۱۷) رہی ہے کہ تمام کھانے آج بھی تانبے کے برتنوں میں تیار کئے جاتے ہیں۔ تاکہ گاہک کھانے کا پورا لطف (۱۸) سکیں۔ مغلائی کھانوں کے لئے خصوصی طور پر لکھنوی باورچی کی خدمات حاصل کی گئی ہیں۔ تاکہ کاف بہار کے کھانوں میں نوابی دور کا ذائقہ (۱۹) رہے۔ ساتھ ہی چائنیز کھانوں کے لئے نیپالی باورچی مقرر ہے جو خالص چینی ذائقے مہیا کرتا ہے۔ ان تمام کے علاوہ مختلف پھلوں کے تازہ رس آئسکریم، فالودہ، شربت، مِلک شیک تو نہایت (۲۰) ہوتے ہیں، لیکن چیلیا چائے کاف بہار کی (۲۱) ہے، جس کی شہرت دور دور تک پھیلی ہوئی ہے۔ اگر فلورا فاؤنٹن کے علاقے سے آپ کا گزر ہو تو آپ کاف بہار تشریف لے جاسکتے ہیں۔ امید ہے کہ آپ بھی ہماری طرح اِس طعام گھر کے عمدہ اور لذیذ کھانوں کا (۲۲) اپنے عزیز اور احباب میں ضرور کریں گے۔

اقتباس(ج) مندرجہ ذیل اقتباس کو پڑھنے اور دیئے گئے سوالات کے جوابات تحریر کیجئے۔

ایک انٹرویو! ہمارے اسکول کے طلبہ کی انجمنِ ادب کے اردو رسالے کے مدیر نے اس رسالے کے لیئے ایک انٹرویو لیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔

مدیر۔۔۔۔۔ آپ کا پورا نام کیا ہے ؟

مجروح۔۔۔۔ میرا اصل نام اسرار حسن خان ہے۔ مجروح میرا تخلص ہے۔

مدیر۔۔۔۔۔ آپ کب اور کہاں پیدا ہوئے ؟

مجروح۔۔۔۔ میں یکم اکتوبر ۱۹۱۹ کو اتر پردیس کے ایک مقام سلطان پور ضلع اعظم گڑھ میں پیدا ہوا۔

مدیر۔۔۔۔۔ آپ ایک طبیب سے شاعر کیسے بن گئے ؟

مجروح۔۔۔۔۔ مجھے بچپن ہی سے شعروشاعری کا شوق تھا۔ اشعار گنگنانے کی عادت تھی۔ گنگناتے گنگناتے ہی کچھ شعر جوڑ لیا کرتا تھا۔ چھوٹی عمر میں ہی ایک مشاعرے میں ایک غزل پڑھی۔ سامعین نے خوب داد دی۔ مشاعرے کے صدر ثاقب لکھنوی صاحب نے اچھل کر میرے اشعار کی تعریف کی۔ بس، اس کا نشہ ایسا چڑھا کہ میں طبیب سے شاعر بن گیا۔

مدیر۔۔۔۔۔ مجروح صاحب آپ ایک اچھے غزل گو شاعر ہونے کے علاوہ ملک کے مقبول نغمہ نگار بھی ہیں پھر آپ فلمی دنیا میں کیسے داخل ہوئے ؟

مجروح۔۔۔۔ ۱۹۴۵ میں مشہور جگر مرادآبادی کے ہمراہ ایک مشاعرے میں شرکت کی غرض سے ممبئی آیا تھا۔ یہاں ایک مشہور فلم ساز بھی موجود تھے۔ انہیں میری غزل پسند آئی۔ انہوں نے اپنی آنے والی فلم کے گیت لکھنے کی فرمائش کی۔ اسطرح میں فلمی دنیا سے وابستہ ہو گیا۔

مدیر۔۔۔۔۔ حال ہی میں آپ کو دادا صاحب پھالکے ایوارڈ ملا ہے۔ اس کے بارے میں آپ کے کیا تاثرات ہیں ؟

مجروح۔۔۔۔۔ دادا صاحب پھالکے فلمی دنیا کے باوا آدم تھے۔ یہ ان کے نام سے جاری کیا گیا ہے۔ مجھے یہ ایوارڈ میری پچاس سالوں سے فلمی دنیا کی خدمت کی وجہ سے مجھے نہیں بلکہ میری قلم کو ملا ہے۔

مدیر۔۔۔۔۔ آخری سوال، طلبہ کے نام آپ کا کوئی پیغام ؟

مجروح۔۔۔۔ طلبہ خوب پڑھیں، اپنی زندگی کا کوئی مقصد متعین کریں پھر اس کے لیئے جدوجہد کریں۔ آپس میں محبت جیسی صفات پیدا کریں۔

مدیر۔۔۔۔۔ یہ آپ کی ذرہ نوازی ہے کہ آپ نے اپنا قیمتی وقت ہمیں دیا ہے۔ آپ کا شکریہ مجروح صاحب!